کھیل اور شریعت اسلامیہ

مولانا محمد ضیاء الحق کلیار

(دوسری اور آخری قسط)

جو شخص شرط لگائے بغیر عادۃ شطرنج کھیلتا ہو یعنی دائماً کھیلتا ہو امام مالک کے نزدیک اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی کیوں کہ یہ باطل چیز پر دوام ہے نیز ہمیشہ شطرنج کھیلنے والا جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور اللہ کی یاد سے اور نمازوں سے غافل رہتا ہے اور جو شخص کبھی کبھی شطرنج کھیلتا ہے ہر چند کہ وہ برا کام کرتا ہے اس کو چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔(۶۵)

کھیل کے بارے میں فقہائے احناف کی تحقیق

علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں، نرد اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے امام شافعی نے شطرنج کھیلنے کو مباح کہا ہے امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت یہی ہے یہ اس وقت ہے جب اس میں شرط نہ لگائی جائے اور نہ اس کو کھیلنے کی عادت بنائی جائے اور نہ اس میں مشغولیت کی بنا پر کسی واجب کو ترک کیا جائے ورنہ شطرنج کھیلنا بالاجماع حرام ہے۔(۶۶)

---

(۶۴) علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی شرح صحیح مسلم جلد ۶ ص ۶۳۶ مطبوعہ فرید بک اسٹال۔ لاہور

(۶۵) علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی شرح صحیح مسلم جلد ۶ ص ۶۳۷ مطبوعہ فرید بک اسٹال۔ لاہور

(۶۶) شرح صحیح مسلم جلد ۶ ص ۶۳۸

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

بے شک ہر وہ چیز جو عبادتِ الٰہی اور ذکرِ خداوندی سے محرومی کا باعث ہو اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

بعض جلیل القدر صحابہ کرام اور تابعین مثلاً عبداللہ بن مسعود ابن عباس حسن، عکرمہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے لہو الحدیث کی تشریح غنا اور گانے بجانے سے کی ہے کیوں کہ یادالٰہی سے غافل کرنے کا یہ ایک قوی سبب ہے اس لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو خصوصیت سے ذکر کیا ہے لیکن آیت کا لفظ خاص نہیں عام ہے اس لیے لہو الحدیث کے مفہوم کو غنا میں منحصر کرنا درست نہیں لکن اللفظ عام و **العبرة لعموم اللفظ لالخصوص السبب**۔ علماء کرام کے ایک طبقہ نے غنا کے مطلقاً حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اس میں انھوں نے موقع محل سننے اور سنانے والے میں کوئی تفریق نہیں کی ہے بلکہ ہر غنا کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ کبھی کبھی ہو خوشی کی کسی مخصوص تقریب کے موقع پر ہو خواہ اس سماع سے محبت الٰہی کے جذبہ کو تقویت حاصل ہوتی ہو چناں چہ اس ضمن میں انھوں نے صوفیائے کرام کے سماع کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے اور ان پر خوب برسے ہیں لیکن علمائے محققین نے ان کے اس فتویٰ کی تائید نہیں کی بلکہ بڑی وضاحت سے اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ ہر غنا حرام نہیں بلکہ بعض ایسے مقامات بھی ہیں جہاں اس کی اباحت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے چناں چہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

> **وهو الغناء المعتاد عند المشتهرين به الذى يحرك النفوس ويبعثهما على الهوىٰ والغزل والمجون الذى يحرك اساكن ويبعث الكامن وهذاالنوع ان كان فى شعر يشيب فيه بذكر النساء و وصف محاسنهن و ذكر الخمور المحرمات لايختلف فى تحريمة لا نه اللهو و الغناء المذموم بالا تفاق واماماسلم من ذلک فيجوز القليل منه فى اوقات الفرح كالعرس والعيد و عند التنشيط على الاعمال الشاقة.**

اس غنا سے مراد وہ غنا ہے جو نفس کو حرکت دیتا ہے اور اس ہوا وہوس اور فسق و فجور پر برانگیختہ کرتا ہے اس قسم کا غنا جس میں عورتوں کے حسن و جمال کا بیان ہو جس میں شراب اور دیگر

محرمات کی تعریف ہو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں بالاتفاق یہ لہو مذموم ہے لیکن وہ غنا جو اس قسم کی قباحتوں سے پاک ہو اس کا قلیل وقت کے لیے خوشی کے موقع پر سننا جائز ہے مثلاً شادی اور عید وغیرہ یا مشقت طلب کاموں پر جوش دلانے کے لیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک خادمہ تھی اس کا نکاح انصار کے قبیلہ میں کردیا حضور گھر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ اس بچی کو تم نے کچھ تحائف دیے؟ عرض کی گئی ہاں یارسول اللہ۔ پھر پوچھا **ارسلت معهامن تغنی** کیا تم نے اس کے ساتھ گانے والی بھی بھیجی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا نہیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ انصار گیتوں کو پسند کرتے ہیں اچھا ہوتا اگر دلہن کے ساتھ تم بھیجتے جو یہ گیت گاتے **اتیناکم اتیناکم. فحیانا وحیاکم** ہم آئے ہیں تمھارے پاس ہم آئے ہیں تمھارے پاس سلام ہو ہم پر سلام ہو تم پر۔

عید کا دن تھا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں کپڑا اوڑھے آرام فرمارہے تھے دو بچیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں اچانک حضرت صدیق اکبر تشریف لائے اور انھیں ڈانٹنا شروع کیا حضور نے رخ انور سے پردہ اٹھایا اور فرمایا، **دعهمایا ابابکر فانها ایام عید** اے ابوبکر انھیں کچھ نہ کہو کیوں کہ یہ عید کے دن ہیں۔

''احیاء العلوم'' میں ہے کہ اگر سرور مباح قسم کا ہو تو اس پر اظہار مسرت کے لیے سماع جائز ہے جیسے شادی عید کے ایام کسی غائب کے سفر سے واپس آنے کے وقت ولیمہ عقیقہ لڑکے کی پیدائش اس کا ختنہ اور حفظ قرآن کے وقت اس طرح لڑکے کو جب پڑھنے کے لیے استاذ کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔(٦٧)

اس تمام عبارت سے ثابت ہوا کہ غنا بھی کھیل کی ایک قسم ہے اور اس پر بھی وہ قاعدہ کلیہ اور قانون جاری ہوگا جو کہ دوسرے کھیلوں کے متعلق ہے وہ یہ کہ اگر یہ غنا دوسرے کھیلوں کی طرح ذکر الٰہی سے روک دے تو ممنوع وحرام وناجائز ہوگا اگر ایسا نہیں تو جائز و صباح ہے۔

---

(٦٧) ضیاء القرآن جلد سوم ص ٦٠٠-٥٩٨

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں: (محدث ابوزرعہ)

کھیل کے متعلق علمائے دیوبند کا نظریہ

مسلک دیوبند کے مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک فتویٰ کھیل کے متعلق لکھا ہے:

قال فی الدر المختار من الکراھیة وکرہ کل لھو لقوله علیه السلام کل لھو المسلم حرام الاثلاثة ملاعبة اھله و تادیبه فرسه ومنا ضلته بقوسه قال الشامی ای کل لعب و عبث الی قوله و المزمار والضبع والبوق فانھا کله مکروھة لانھازی الکفار.

قال الشافی وفی القھستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیة جاز و عن الجواھر قد جاء الاثرفی رخصة المصارعة لتحصیل القدرة علی المقاتلة دون التلھی فانه مکروہ.

قال فی الدر والمصارعة لیست ببدعة الاللتلھی فنکرہ.

قال الشامی قدضا عن القھستانی جواز اللعب بالصولجان و ھو الکرة بالفروسیة وفی جواز المسابقة بالطیر عندنا نظر و کذافی جواز معرفة حافی الید واللعب بالخاتم فانه لھو مجرودا اما المسابقة بالبقر اولسفن والسباحة فظاھر کلامھم الجواز و رمی الصدق والحجر کالرمی بالسھم واما شالة الحجر بالید وما بعدہ فالظاھر انه ان قصد به التصرن والتقوی علی الشجاعة لاباس.

احادیث جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں ان سے نیز عبارات فقہیہ مندرجہ بالا سے کھیل کے بارے میں تفصیلات ذیل مستفاد ہوئیں۔

الف: وہ کھیل جس سے دینی یا دنیوی کوئی معتد بہ فائدہ مقصود نہ ہو وہ ناجائز ہے اور وہی حدیث کا مصداق ہے۔

ب: جس کھیل سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ معتد بہا مقصود ہو وہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی امر

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

خلاف شرع ملا ہوا نہ ہو۔ اور منجملہ امور خلاف شرع تشبہ بالکفار (کفار کی نقالی) بھی ہے۔

ج: جس کھیل سے کوئی فائدہ دینی یا دنیوی مقصود ہو لیکن اس میں کوئی ناجائز اور خلاف شرع امر مل جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتا ہے جیسے تیر اندازی یا گھوڑ دوڑ وغیرہ جب کہ اس میں قمار کی کوئی صورت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے کچھ مال کی شرط لگائی جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہے۔ یا کوئی کھیل کسی خاص قوم کفار کا مخصوص سمجھا جاتا ہو وہ بھی ناجائز ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ گیند کے کھیل خواہ کرکٹ وغیرہ ہوں یا دوسرے دیسی کھیل فی نفسہ جائز ہیں کیوں کہ ان سے تفریح طبع اور ورزش وتقویت ہوتی ہے جو دنیوی اہم فائدہ بھی ہے اور دینی فوائد کا سبب بھی لیکن شرط یہی ہے کہ وہ کھیل اس طرح پر ہوں کہ ان میں کوئی امر خلاف شرع اور تشبہ بالکفار نہ اپنے اور نہ دوسروں کے اور نہ اس طرح اشتغال ہو کہ ضروریات اسلام نماز وغیرہ میں خلل آئے اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ کرکٹ ٹینس وغیرہ کھیل سکتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے ورنہ نہیں آج کل چوں کہ عموماً یہ شرائط کھیلوں میں موجود نہیں اس لیے ناجائز کہا جاتا ہے۔(۶۸)

عصر حاضر میں طبقہ رجال اور طبقہ نساء میں رائج الوقت کھیل

(۱) کرکٹ، (۲) ہاکی، (۳) فٹ بال، (۴) والی بال، (۵) بیڈمنٹن
(۶) کشتی، (۷) شطرنج، (۸) کبوتر بازی، (۹) پتنگ بازی، (۱۰) سائیکل ریس
(۱۱) ڈور کا مقابلہ، (۱۲) باکسنگ۔

اب ان میں سے ہر ایک کی مختصر وضاحت اور شرعی حکم بیان کرتے ہیں:

کرکٹ

کرکٹ عصر حاضر کا معروف اور مقبول ترین کھیل ہے اس میں اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں اور وقت کا ضیاع بھی بہت زیادہ ایک ٹیسٹ میچ بالعموم پانچ دن کا ہوتا ہے جو کہ اکثر اوقات ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہو جاتا ہے اس میں اصل کھلاڑی صرف دو ہوتے ہیں ایک باولر جو بال

(۶۸) احداد المفتیین جدید ص ۱۰۰۱، ۱۰۰۲ طبع کراچی

پھینکتا ہے اور دوسرا بیٹسمین جو رنز لینے کی کوشش کرتا ہے باقی کھلاڑیوں میں سے کچھ پویلین میں بیٹھے رہتے ہیں اور کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ انھیں کھیلنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور دوسری ٹیم کے کھلاڑی گراؤنڈ میں فیلڈنگ کرتے رہتے ہیں دن بھر کی محنت کے بعد شام ڈھلے باولرز اور فیلڈرز جب میدان سے واپس اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹتے ہیں تو اکثر اوقات تھکن سے انکا برا حال ہوتا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ دین و دنیا کے اہم امور سرانجام دے سکیں۔

اس کھیل میں جتنا وقت اور محنت ضائع ہوتی ہے غالباً اسی کے پیش نظر افواج پاکستان میں یہ کھیل رائج نہیں۔

ٹیسٹ میچوں کے ساتھ ساتھ ون ڈے (ایک روزہ) میچ بھی کھیلے جاتے ہیں جو کہ اکثر جمعہ کے دن منعقد ہوتے ہیں ان میں ٹیسٹ میچ کی نسبت زیادہ لطف ملتا ہے اور ان کا اکثر اوقات ہار جیت کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے اس لیے پورا دن جمعۃ المبارک کا کھیل کی نظر ہو جاتا ہے اور عین جمعہ کی نماز کے وقت بھی کھیل جاری ہوتا ہے تو اس سے نہ صرف کھلاڑی بلکہ ہزاروں تماشائی بھی نماز جمعہ چھوڑ کر دنیا و آخرت کی بربادی اپنے سر لیتے ہیں۔

البتہ یہی کھیل دیہاتوں میں جو مختصر وقت کے لیے کھیلا جاتا ہے جائز ہے مثلاً عصر کی نماز پڑھ کر بچے گراؤنڈ میں کرکٹ کھیلنے جاتے ہیں اور شام کی اذان سے پہلے ہی کھیل ختم ہو جاتا ہے اور پھر نماز مغرب ادا کی جاتی ہے تو اس طرح فرض کی بھی ادائیگی عمل میں لائی جارہی ہے اور کھیل اور ورزش بھی ہورہی ہے۔

طبقہ نساء اور کرکٹ

فی زمانہ کرکٹ کا کھیل صرف مردوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ عورتوں میں بھی اب یہ کھیل کھیلا جارہا ہے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان بھی کسی لحاظ سے ان سے پیچھے نہیں رہا ہے اب پاکستان کی بھی عورتوں کی کرکٹ کی باقاعدہ ٹیم ہے جو کہ دوسرے ممالک کے دورے بھی کرتی ہے۔

یک نہ شد دو شد ہم مردوں کی کرکٹ کو رو رہے تھے کہ ایک اور آفت عورتوں کی کرکٹ کی ٹیم بن کر سامنے آئی اور وہ بھی اس ملک کی جس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

اسلام عورت کو اس قسم کے کھیل کھیلنے کی بالکل اجازت نہیں دیتا کیوں کہ عورت کے لیے

پردہ فرض ہے اور اس کھیل میں وہ مردوں کے سامنے برسرِ عام دوڑتی پھرتی ہے اور پردہ جیسا اہم فرض نظر انداز کیا جاتا ہے۔

قرآن وحدیث نے عورت کے پردہ کو لازمی قرار دیا ہے اور اس مسئلہ پر بڑی شرح وبسط سے بحث کی ہے اگر اس بحث کو ذکر کیا جائے تو پھر اس پر ایک نیا مقالہ عورت کے پردہ کے موضوع پر لکھا جاسکتا ہے مگر ہمارے لیے یہاں فقہائے کرام کا قرآن وحدیث سے اخذ شدہ یہ قول ہی کفایت کر جائے گا کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے عورت کے بال بھی عورت ہیں۔

فقہائے کرام کے اس قول کے بعد عورت کے اس کھیل کا کوئی جواز ثابت نہیں ہو رہا۔

لہٰذا عورت کے لیے کرکٹ کھیلنا ممنوع اور حرام ہے۔

ہاکی

یہ وہ کھیل ہے جس میں پیسہ اور وقت کا خرچ کرکٹ کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے۔ اس کھیل میں جسمانی ورزش بھی بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کھیل میں شامل تمام کھلاڑیوں کو یکساں طور پر کھیلنے کا موقع ملتا ہے اس کھیل میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں عمدہ تفریح بھی ہو جاتی ہے اور اس کا فیصلہ بھی ہار جیت کا ہو جاتا ہے اس کھیل میں موجود کھلاڑی کھیل سے فارغ ہو کر دین وآخرت کے اہم امور بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور اس کھیل میں موجود تماشائی بھی وقت پر فارغ ہو جاتے ہیں۔

اس طرح کا کھیل شریعت کی نظر میں جائز ہے۔

طبقہ نساء

ہاکی کھیل عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں عورت کا پردہ محفوظ نہیں ہے اس لیے کہ عورت مردوں کے سامنے ہوگی اس میں عورت کی توہین بھی ہے شریعت عورت کو ایسے کھیل کھیلنے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ اس بات سے روکتی اور منع کرتی ہے جس میں عورت کے پردہ کو اور اس کی عزت کو پامال کیا جا رہا ہو۔

پتنگ بازی

آج کل شہروں میں خاص موسم پر اس کھیل کا رواج ہے ''بسنت منانے'' کے عنوان سے

قوم کے لاکھوں روپے بلاوجہ ضائع ہوتے ہیں۔ اس کھیل میں مندرجہ ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں:

۱۔ پتنگ کے پیچھے دوڑنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے آپ نے فرمایا ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے جارہا ہے۔(۶۹)

اس کا وہ حکم ہے جو کہ کبوتر کے پیچھے دوڑنے والے کا ہے۔

۲۔ بے پردگی ہونا

بالعموم پتنگ بازی چھتوں پر چڑھ کر کی جاتی ہے جس سے قرب وجوار کے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور بے پردگی علاحدہ ہوتی ہے۔

۳۔ نماز اور یادِ خدا سے غافل ہوجانا

عام طور پر پتنگ بازی میں اس قدر مشغولیت ہوتی ہے کہ مسلمان یاد خدا سے غافل ہو جاتا ہے ساری رات اس تماشا اور ہلڑ بازی میں صرف ہوجاتی ہے خوب ایک دوسرے پر آوازیں کسی جاتی ہیں تو جب صبح کا وقت قریب ہوتا ہے تو ساری رات کے تھکاوٹ کے مارے ایسے سوتے ہیں کہ صبح کی نماز بھی جاتی رہتی ہے۔

۴۔ جانی نقصان

پتنگ بازی کے دوران چھت سے گر کر مرنے یا ہاتھ پاؤں کے ٹوٹنے کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں اسی طرح پتنگ یا ڈور لوٹتے وقت ٹریفک کے حادثات بھی بکثرت وقوع پزیر ہوتے ہیں جس کھیل میں انسانی جان کا ضیاع ہو وہ کھیل یقیناً عقل اور شریعت کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ تو اپنی امت پر اس حد تک مہربان ہیں کہ جس چھت پر منڈیر نہ ہو اس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے(۷۰) کہ مبادا اچانک اُٹھ کر چلنے سے نیچے گر پڑے اور جانی نقصان ہو جائے تو اس کھیل کی کیوں ممانعت نہ ہوگی جس میں اب آئے دن جانی نقصان ہوتا رہتا ہے۔

(۶۹) ابن ماجہ مشکوۃ المصابیح ص ۳۸۶

(۷۰) مشکوۃ المصابیح ص ۴۰۵ باب الجلوس والنوم والمشی

اس کے علاوہ اس کھیل میں جانی نقصان کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی ہے وقت کا ضیاع دوسروں کواذیت مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور دیگر خرابیاں بھی پائی جاتی ہیں۔

اس لیے یہ کھیل مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے جائز نہیں ہے۔

دوڑ

اپنی صحت وقوت کے لیے دوڑنا جائز ہے بلکہ شریعت نے اس کو پسند فرمایا ہے دوڑ کا مقابلہ کرانا اس میں حصہ لینا جائز ہے لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ستر نہ کھلنے پائے اس لیے کہ ستر کا ڈھانپنا فرض ہے۔

طبقہ نساء کے لیے دوڑنا اس صورت میں جائز ہوگا جب کہ ان کے لیے کوئی علاحدہ جگہ کا انتظام ہو جہاں مردوں کا داخلہ ممنوع ہو۔ اگر کوئی ایسی صورت میسر نہ ہو تو پھر عورتوں کا دوڑنا جائز نہیں ہے جب کہ آج کل بین الاقوامی سطح پر عورتوں کے دوڑ کے مقابلہ جات کا انعقاد کیا جاتا ہے اور پوری دنیا انھیں دیکھ رہی ہوتی ہے شریعت پاک عورت کو اس طرح کی دوڑ کی قطعاً کوئی اجازت نہیں دیتی۔

کشتی

کشتی کا کھیل بھی عام طور پر کھیلا جاتا ہے یہ کھیل بھی شرعاً جائز ہے اس لیے کہ عہد نبی میں یہ کھیل کھیلا جاتا تھا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھیل کو پسند فرمایا ہے اس کھیل سے جسمانی ورزش ہوتی ہے جس سے اعضاء مضبوط ہوتے ہیں سستی اور کاہلی دُور ہوجاتی ہے اس لیے اس قسم کے کھیل کی شریعت حوصلہ افزائی فرماتی ہے یہ کھیل صرف مردوں تک محدود ہوگا عورتوں کے لیے یہ کھیل بھی جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں عورت کے پردہ کا لحاظ نہیں رکھا جاسکتا جب کہ عورت کے لیے پردہ فرض ہے فرض مقدم ہے۔

جب کہ مردوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس کھیل میں اپنا ستر ڈھانپ کر رکھیں اکثر طور پر دیہاتوں میں مقابلہ کے دوران مرد کھلاڑی ستر کا لحاظ نہیں رکھتے جو کہ ضروری ہے اگر ستر کا لحاظ نہ رکھا گیا تو یہ کھیل بھی جائز نہیں ہوگا۔

☆العادة محكمة ☆عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

فٹ بال، والی بال، بیڈمنٹن، لان ٹینس اور ٹیبل ٹینس۔

یہ وہ تمام کھیل ہیں جو کہ اس وقت رائج ہیں اس میں جسمانی ورزش بھی ہے اور وقت بھی کم صرف ہوتا ہے اس کھیل کے ساتھ ساتھ کھلاڑی شریعت کے دیگر احکامات بھی بجالا سکتے ہیں اس لیے یہ کھیل جائز ہیں۔

لیکن طبقہ نساء کے لیے یہ کھیل اس وقت جائز ہوں گے جب کہ ان کے لیے کوئی علاحدہ انتظام ہو جہاں مردوں کا داخلہ ممنوع ہو تو عورتیں تفریح اور ورزش کے لیے یہ کھیل کھیلنا جائز ہے۔

اس لیے کہ پردہ سے متعلق قرآن مجید میں جو احکام دیے گئے ہیں اور احادیث میں جن کی وضاحت کی گئی ہے ان کے مطابق عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا ان سے بات چیت کرنا اور میل جول رکھنا سب ناجائز ہیں اسی طرح مردوں کا اجنبی عورتوں کو دیکھنا ان سے بات کرنا اور ان سے میل رکھنا سب ناجائز ہیں عورتوں کا پردہ کے بغیر گھر سے نکلنا ناجائز ہے اس لیے اس کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں میں حصہ لینا ان کا انعقاد کرانا اور بر سر عام گھومنا بازاروں میں شاپنگ کرنا یہ سب ناجائز ہیں اس لیے کہ

عورت اصل میں چراغ خانہ ہے شمع محفل نہیں ہے۔

نئی کتاب..................خوبصورت طباعت..................دیدہ زیب جلد

فضلِ قدیر ترجمہ تفسیرِ کبیر

ازمحققِ عصر مفتی محمد خان قادری صاحب

ناشر: مرکز تحقیقات اسلامیہ، جامعہ اسلامیہ لاہور

ہر معروف کتب خانہ پر دستیاب ہے۔

☆ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام ☆ جب حلال وحرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہوگا۔